[illegible] عن النبی صلعم، ابن عیینہ [illegible] عن سعید [illegible]

[illegible] عن النبی صلعم، ابوزرعہ سے دریافت کیا گیا کہ عن سہیل عن [illegible]

عن ابیہ عن ابی ہریرۃ؟ یہ کس سند سے ہے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ سہیل [illegible]

اسی طرح ابن ابی حاتم نے مختلف سندوں کو ابوزرعہ کے سامنے پیش کر کے [illegible] بارے میں ان کی رائے دریافت کی ہے، اس کے جواب میں جو انہوں نے باتیں کہی وہ بعد کے محدثین کے لیے دلیل راہ ثابت ہوئیں، ایک سند یہ ہے، عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اس سند میں ابوالزناد سے روایت کرنے والے چار راوی ہیں۔ ابوزرعہ کے نزدیک ان چار راویوں میں بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے، ابوالزناد سے روایت کرنے والے ابن ابی الزناد، ورقاء، شعیب ابن ابی حمزہ، مغیرہ بن عبدالرحمن المدینی چار راوی ہیں، ابوزرعہ سے دریافت کیا گیا کہ ابوالزناد سے ان روایت کرنے والوں میں آپ کا پسندیدہ کون راوی ہے؟ تو آپ نے کہا کہ ورقاء ان سب میں بہتر ہے، پھر پوچھا گیا کہ اس کے بعد کون ہے؟ تو آپ نے کہا کہ مغیرہ بقیہ دونوں سے بہتر ہے، پھر پوچھا گیا ابن ابی الزناد اور شعیب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو آپ نے کہا کہ ابن ابی الزناد کے مقابلہ میں شعیب بہتر ہے [2]

ابوزرعہ کے یہاں عنعنہ کے قبول کرنے کی شرط رویت کے ساتھ ثبوت سماع بھی ہے، اگر رویت ثابت ہے اور سماع کا ثبوت اور تصریح نہیں تو عنعنہ ان کے نزدیک قابل قبول نہیں، جبکہ بعض لوگوں کے نزدیک امکان لقاء یا رویت کافی ہے، یہی وجہ ہے کہ ابوزرعہ نے یحیی ابن ابی کثیر کے حضرت انس سے عنعنہ کو

---

[1] الجرح والتعدیل ص ۳۲۔

[2] ایضاً۔

...ہیں کیا ہے کہ روئیت تو ثابت ہے لیکن ان سے سماع ثابت نہیں، ان کے نزدیک اتصال سند اس وقت مانا جائے گا جب سماع کا ثبوت مل جائے، یہ شرط ابن مدینی اور امام بخاری کی شرط سے زیادہ کڑی ہے کیونکہ ان کے نزدیک اتصال کے لیے لقاء اور سماع دونوں میں سے ہر ایک کافی ہے، جبکہ ابوزرعہ کے نزدیک صرف لقاء کافی نہیں جب تک کہ سماع کی تصریح نہ ہو، لہ

تصانیف

ابوزرعہ نے سارے عالم اسلام میں چل پھر کر اپنی زندگی کے بہت بڑے حصہ میں جو علوم و معارف کا ذخیرہ کیا ہے، اس کا اندازہ مذکورہ بالا تفصیل سے ہو چکا ہوگا۔ اسی سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کی تصانیف کتنی اہم رہی ہونگی لیکن افسوس کہ آج ان کی اکثر تصانیف ناپید ہیں اگر ابن ابی حاتم اور برذعی کی کتابیں نہ ہوتیں تو آج ہم ان کتابوں کے ناموں سے قطعاً ناواقف ہوتے، البتہ ان سے استفادہ کرنے والوں نے ان کے بہت سے علوم و معارف کو اپنی کتابوں میں محفوظ کر لیا ہے، تنہا ابن ابی حاتم کی کتابیں جو طبع ہو کر عام ہو چکی ہیں، ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی معلومات کا بہت بڑا ذخیرہ ابوزرعہ کے علوم و معارف پر مشتمل ہے، فن اسماء الرجال اور جرح و تعدیل میں اپنے والد ابوحاتم اور ابوزرعہ کے جتنی کثرت سے اقوال نقل کیے ہیں اس سے ابوزرعہ کی راویوں کے بارے میں ان کی وسیع معلومات کا پتہ چلتا ہے، ابن ابی حاتم اپنی کتابوں میں جرح و تعدیل، علل الحدیث، مراسیل اور بیان خطأ البخاری، اعتقاد اہل السنۃ و تفسیر کے سلسلہ میں ابوزرعہ کی آراء کا مسلسل ذکر کرتے ہیں، ہم ابن ابی حاتم اور برذعی کی کتابوں کی مدد سے ابوزرعہ کی کتابوں کے جتنے نام ملتے ہیں، اور ان کی مشتملات کا جو علم حاصل ہوتا ہے ان کی روشنی میں ابوزرعہ کی تصانیف کا ایک اجمالی تعارف پیش کراتے ہیں۔

لہ [illegible] ص ۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-

المسند

ابوزرعہ سے پہلے اور ان کے زمانہ میں اور ان کے بعد بھی [illegible] جمع کرنے کا سلسلہ جاری رہا، مسند احادیث کے ایسے مجموعہ کو کہا جاتا ہے جس میں ہر صحابی کی الگ الگ روایتیں جمع کر دی جاتی ہیں، چاہے وہ روایت صحیح ہو یا ضعیف، صحابہ کرامؓ کے ناموں کو حروف ہجا کے اعتبار سے ترتیب دے کر ان کی روایتوں کو جمع کر دیا جاتا تھا بعض ایسی بھی مسند ہیں جس میں کسی ایک صحابی کی روایتوں کو جمع کیا گیا ہے، جیسے مسند ابی بکر وغیرہ، بعض اور دوسرے نقطہ نظر سے بھی مسندیں جمع کی گئی ہیں، اس وقت ابواب کی ترتیب کے لحاظ سے احادیث کے مجموعے کم تھے۔

ابوزرعہ کی مسند کا ذکر بھی ہمیں کتابوں میں ملتا ہے مگر اس کا کوئی نسخہ اب تک دنیا کے کتب خانوں میں دریافت نہیں ہوا ہے، لیکن متقدمین کی کتابوں میں مسند ابی زرعہ کا ذکر ضرور آتا ہے، جس سے یہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی مسند جمع کیا تھا، دنیا کے بعض کتب خانوں میں جو مسانید جن ناموں سے پائے جاتے ہیں وہی نام متقدمین نے ابوزرعہ کی مسند کا بھی لیا ہے اس لیے انہیں کو مسند ابی زرعہ مان لیا گیا ہے حالانکہ محقق علماء نے اس کی تائید و تصدیق نہیں کی ہے بلکہ تحقیق اور غائر مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مسند احمد بن حنبل کے اجزاء ہیں جن کو غلطی سے مسند ابی زرعہ سمجھا گیا ہے جیسا کہ برلن میں "مسند الشامیین" کے نام سے جو نسخہ ہے اس کے متعلق بڑے دعوے سے کہا گیا ہے کہ وہ مسند ابی زرعہ کا ایک جزء ہے کیونکہ مسند ابی زرعہ کا ذکر متقدمین کی کتابوں میں ملتا ہے لیکن حقیقت واقعہ یہ ہے کہ وہ مسند امام احمد بن حنبل ہی کا ایک حصہ ہے۔

مختلف کتابوں میں مسند ابی زرعہ کے حوالوں سے اس کی ترتیب کا اندازہ کیا جاتا ہے کہ مسند ابی زرعہ کی ترتیب عام مسندوں کی ترتیب سے الگ تھی، [illegible]

انہوں نے مسند میں ترتیب یہ رکھی کہ سب سے پہلے عشرہ مبشرہ کی روایتوں کو جمع کیا گیا ہے، پھر مہاجرین کی حدیثوں کو، پھر انصار کی حدیثوں کو جمع کیا ہے اور پھر الگ الگ شہروں میں اقامت گزیں صحابۂ کرام کی حدیثوں کو جمع کیا گیا ہے اور سب سے آخر میں شام میں مقیم صحابۂ کرامؓ کی روایتیں ہیں جن کو کچھ لوگوں نے "مسند الشامیین" کے نام سے ذکر کیا ہے، اسی طرح مسند کے مختلف اجزاء کو الگ الگ ناموں سے یاد کیا ہے مثلاً ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب میں کہیں "مسند ابن عمر" لابی زرعہ کہا ہے اور کہیں لکھا ہے "اخرج ابوزرعۃ فی مسند المصریین" کہیں "ادخلہ ابوزرعۃ فی مسند البصریین" لکھا ہے کہیں اخرج اسم فلان ابوزرعۃ فی "مسند الشامیین" لکھا ہے، اس طرح مسند ابی زرعہ کے مختلف اجزاء کو مختلف نام دیے ہیں، لیکن وہ سب کے سب مسند ابی زرعہ کے اجزاء ہیں، آج دنیا میں "مسند ابی زرعہ" کا کوئی نسخہ موجود نہیں ہے۔ [1]

تمام مضمون نگاران سے اپیل برائے رسالہ برہان دہلی

حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانیؒ، حضرت مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادیؒ کے دور والے تحقیقی، دینی، ملی و علمی معیاری مضامین کوشش فرما کر بھیج دیں، تو اس کا دینی معیار بلند عملاً قائم رہ سکے گا۔ اس کا بنیادی معیار یہی ہے۔ اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔

(منیجر رسالہ برہان)

---

[1] یہ ساری تفصیل الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم میں موجود ہے۔

ایران کی ایک عظیم شاعرہ
پروین اعتصامی تبریزی

(سعیدہ خان ایم اے، لکچرار شعبۂ فارسی مسلم یونیورسٹی
علی گڑھ)

فارسی زبان دنیا کی شیریں اور دلکش ترین زبانوں میں سے ہے اس زبان کی شاعری میں کئی ایسے تخلیقی شاہکار پائے جاتے ہیں جو عالمی ادب میں اپنی مثال آپ ہیں جیسے مولانا جلال الدین رومی کی "مثنوی" اور فردوسی طوسی کا "شاہنامہ" وغیرہ۔

فارسی شاعری کی تاریخ بنانے میں جہاں ہزاروں مردوں نے اپنا جگر خون کیا ہے، وہاں خواتین نے بھی اس راہ میں کہیں کہیں اپنے قدموں کے نقوش ثبت کیے ہیں۔ اور اس لالہ زار سخنوری کی گل گشت میں ایرانی پری جمالوں کے ساتھ ساتھ افغانی مہ لقائیں اور ہندوستانی گوریاں بھی محو خرام نظر آتی ہیں۔

چوتھی صدی ہجری سے چودھویں صدی ہجری تک حسن و ادا کی بہت سی پتلیوں نے بساط شاعری پر جلوہ پاشیاں کی ہیں، جن میں سب سے زیادہ مرکز نظر بننے والی زہرہ وشوں کے نام اس طرح ہیں۔

۱۔ اپنے غلام کے ساتھ عشق کی شطرنج کھیلنے والی امیرزادی، رابعہ قزداری (چوتھی صدی ہجری)

۲۔ گنجہ کے خطیب زادے کی عاشق معشوقہ مہستی گنجوی (چھٹی صدی ہجری)

۳- بابیہ مذہب کی مبلغ اور وحدت کے فلسفے کی علمبردار ۔ قرۃ العین قزوینی
(تیرھویں صدی ہجری)

۴- اپنے بہترین ادبی ذوق اور شاعرانہ مزاج کی وجہ سے ایک سنجیدہ شوہر کے ساتھ نبھا نہ کر سکنے والی پروین اعتصامی تبریزی (چودھویں صدی ہجری)

ان میں آخر الذکر پروین اعتصامی کو اپنے علمی ذوق اور غیر معمولی شاعرانہ لیاقت کی بنا پر تمام شاعرات پر تفوق حاصل ہے۔

پروین اعتصامی کا باپ یوسف اعتصامی اپنے وقت کا معروف سیاسی رہنما اور اہل قلم تھا۔ اس کی متعدد تصانیف اور دوسری زبانوں سے ترجمہ کی ہوئی کتابیں عجیب کر مقبول ہو چکی ہیں۔ اور اس کی ادارت میں شائع ہونے والے رسالے "بہار" کی فائلیں اب بھی کتابی شکل میں مجلد تہران کے بک سیلر فروخت کرتے ہیں۔ پروین اعتصامی ایران کے اسی مشہور لیڈر اور مصنف کی ذہین اور تعلیم یافتہ بیٹی تھی۔

پروین ۱۲۸۵ شمسی میں اپنے آبائی شہر تبریز میں پیدا ہوئی۔ بچپن میں اپنے باپ کے ساتھ تہران آ گئی اور باقی عمر شہر تہران کے اندر بسر کی۔ فارسی اور عربی ادبیات کی تعلیم اس نے اپنے باپ سے حاصل کی اور ۱۳۰۳ شمسی میں تہران کے زنانہ امریکن کالج کا نصاب مکمل کیا۔ ۱۳۱۴ شمسی میں اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ شادی کی۔ لیکن یہ شادی اس کی طبیعت کو راس نہ آئی اور وہ ڈھائی ماہ سے زیادہ شہر کرمان شاہ میں اپنے شوہر کے پاس نہ رک سکی۔ اور اپنے باپ کے گھر لوٹ آئی اور کچھ ماہ کے بعد باقاعدہ طلاق حاصل کر لی۔ غالباً پروین کے یہ اشعار اسی دور کی یادگار ہیں ؎

ای گل تو ز جمعیت گلزار چه دیدی
جز سرزنش و بدسری خار چه دیدی
ای لعل دل افروز تو با این همه پرتو

جز [illegible]

رفتی بچمن، لیک قفس گشت نصیبت
غیر از قفس ای مرغ گرفتار چہ دیدی

ان میں سے پہلے شعر میں پروین نے خود کو ایسے پھول سے تشبیہ دی ہے جس کو [illegible] کانٹوں کی جھڑکیوں اور بدمزاجی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ دوسرے شعر میں وہ خود کو دل کو روشن کرنے والا لعل بتاتی ہے اور بے وقوف بازاری خریدار کہہ کر اپنے شوہر کی ہجو کرتی ہے اور تیسرا شعر واضح طور پر بتا رہا ہے کہ وہ شادی کے بعد شوہر کے گھر میں باپ کے گھر سے زیادہ آزاد اور بے باک رہنا چاہتی تھی۔ اور چونکہ اس کی توقع پوری نہ ہو سکی اسی لئے شوہر سے قطع تعلق کر کے اور اس کو احمق بنا کر اپنے دل کو مطمئن کر رہی ہے۔

بہرحال اس کے بعد پروین نے دوسری شادی نہیں کی اور ۱۳۲۰ شمسی میں جب اس کی عمر ۳۵ سال کی تھی بارہ روز چیچک کی بیماری میں مبتلا رہ کر اس کی موت واقع ہو گئی اور اس کی نعش شہر قم لے جا کر اس کے خاندانی مقبرے میں اس کے باپ کی قبر کے نزدیک دفن کر دی گئی تھی۔ اس کے سنگ مزار پر خود اسی کا لکھا ہوا یہ قطعہ کندہ ہے۔ ؎

این کہ خاک سیہش بالین است — اختر چرخ ادب پروین است
گرچہ جز تلخی ایام ندید — ہر چہ خواہی سخنش شیرین است
صاحب آں ہمہ گفتار، امروز — سائل فاتحہ و یاسین است
دوستاں بہ کہ زوی یاد کنند — دل [illegible] است
خاک در دیدہ بسی جاں فرساست — سنگ [illegible] است
ہر کہ باشی و ز ہر جا برسی — [illegible] است

آدمی بی زور و زر باشد — چون بدین نقد و سود مسکین است
زشت آنجا که قضا حمله کند — چاره تسلیم و ادب تمکین است

زیر لب گشتن و پنهان کردن — دهر را رسم و ره دیرین است
خرم آن کس که در این محنت گاه — خاطری را سبب تسکین است

پروین کی ذہانت اور شعر گوئی کی لیاقت بچپن سے ہی ظاہر ہونا شروع ہو گئی تھی۔ اور اس کے باپ یوسف اعتصامی سے ملاقات کے لئے جو علماء وفضلا اور شعراء وادباء اس کے گھر آیا کرتے تھے وہ اس کی استعداد اور شاعرانہ صلاحیت پہ تعجب کیا کرتے تھے۔ اور اس کی یہی فطری قابلیت تھی جس نے صرف ۳۵ سال کی عمر میں عرفی شیرازی کی طرح اسکو فارسی زبان کی ایک باکمال اور عظیم شاعرہ بنا دیا۔

پروین اعتصامی نے زندگی بھر جو کچھ کہا ہے اس کا مجموعہ کتابی شکل میں پہلی بار اس کے بڑے بھائی ابوالفتح اعتصامی نے ۱۳۱۴ شمسی میں شائع کیا تھا جس پر ملک الشعراء محمد تقی بہار خراسانی نے دیباچہ لکھا تھا۔ اس کے بعد ایک مفید فرہنگ کے اضافے کے ساتھ پروین کا دیوان متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔

عام شعراء کے دواوین کے خلاف، پروین کا تمام تر دیوان قصائد، قطعات اور چھوٹی چھوٹی اخلاقی روحانی اور فلسفیانہ مثنویوں سے عبارت ہے۔ غزل اس کے دیوان میں تلاش کرنے سے بھی دستیاب نہیں ہو گی۔ پروین کے دیوان کو ابوالفتح نے دو حصوں میں ترتیب دیا ہے۔ پہلے جز میں مکمل اور نامکمل قصائد ہیں۔ جن کی تعداد ۴۲ ہے۔ دوسرے جز میں قطعات اور مثنویات کو محفوظ کر دیا ہے۔ مجموعی طور پر قطعات ومثنویات ۱۶۹ ہیں۔

جیسا کہ ملک الشعراء بہار نے بھی لکھا ہے: پروین کی شاعری میں دو لفظی معنوی اسالیب آمیختہ ہو کر ایک مستقل اسلوب بن گئے ہیں۔ اس کا سلسلہ ...

شاعر خراسانی شعراء اور بالخصوص ناصر خسرو جیسے استاد کے [illegible] جن کا تعلق فارسی شاعری کے خراسانی اسکول سے ہے، عراق وفارس کے سعدی جیسے استاد کے اسلوب کو بھی اپنے اندر ضم کیے ہوئے ہے جس سے ایک نیا اسلوب وجود میں آتا ہے۔ جس میں موجودہ عہد کا خاص اسلوب تجسیم و تصویر اشیاء بھی شامل ہے۔ معنوی اعتبار سے پروین کا کلام فلاسفہ اور صوفیاء کے خیالات و افکار کی نمائندگی کرتا ہے۔

پروین کے قصائد ناصر خسرو کے قصائد کی آب و تاب رکھتے ہیں۔ [illegible] درمیان بہت سے ایسے اشعار بھی پائے جاتے ہیں جو سعدی اور حافظ کی زبان کی شیرینی کی یاد دلاتے ہیں۔ اس کے قصائد میں نصیحتیں ہیں، اخلاقی خوبیوں کا بیان ہے، فلسفیانہ نقطۂ نگاہ سے دنیا کی حقیقت پر تبصرہ ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ وہ انسانی سعادت، زندگی گزارنے کا اعلیٰ و ارفع طریقہ، اور محنت کی اہمیت اور علم کی ضرورت و افادیت کو بھی دلپذیر انداز میں تفصیل کے ساتھ بیان کرتی ہے۔ اور بتاتی ہے کہ زندگی کے طوفانی سمندر میں علم اور ارادے کی کشتی پر سفر کرنا چاہیے اور امید و آرزو کی فضا میں ہنر کے بازوؤں پر پرواز کرنا چاہیے۔ وہ کہتی ہے ؎

علم سرمایۂ ہستی است نہ گنج زر و مال

روح باید کہ ازیں راہ توانگر گردد

(مال و دولت کا خزانہ نہیں، بلکہ ہستی کا سرمایہ علم ہے

روح کو علم کی دولت سے مالا مال ہونا چاہیے)

پروین اپنے قصائد میں سعی و عمل، امید حیات، وقت کی قدر، حصول کمال و ہنر، ہمت اور پیش قدمی اور بزرگی و نیک بختی کا راستہ دکھاتی ہے۔ ؎

دیوانگی است، قصۂ تقدیر و بخت نیست

انجام سرنگوں شدن وگفتن ایں قضا است
در آسمان علم عمل برترین پر است
در کشور وجود ہنر بہترین غنا است
مپیوی گرچہ عزم تو زاندیشہ برتر است
مپیوی گرچہ راہ تو در کام اژدہا ست

(یہ تقدیر اور قسمت کی کیا باتیں، دیوانگی ہے کہ چھت پر سے چھلانگ لگا دی جائے اور کہا جائے کہ حکم الٰہی یوں ہی تھا)
(علم کے آسمان پر پرواز کے لئے عمل سب سے بڑا پر ہے اور ملک ہستی کے اندر ہنر سب سے بہتر دولت ہے۔)
(اگر تمہارا ارادہ فکر کی حدود سے بھی بلند ہو تب بھی مسلسل جستجو کرتے رہو اور اگرچہ تمہاری آرزو کا راستہ اژدہا کے منہ سے ہو کر گزرتا ہو تب بھی چلتے ہی رہو)

قطعات و مثنویات کے اندر پروین کا اسلوب یکسر بدل جاتا ہے۔ اپنے زیادہ تر قطعات و مثنویات میں اس نے اسلوب سوال و جواب یا صنعت مناظرہ و مکالمہ کا استعمال کیا ہے۔ صنعت مناظرہ کا استعمال اگرچہ فارسی شاعری کی ایک بہت پرانی روایت ہے، لیکن عرصے سے یہ روایت مردہ ہو چکی تھی جس کو پروین نے دوبارہ زندہ کیا اور اس کو خوش اسلوبی کے ساتھ برتنے میں تمام متقدمین پر برتری حاصل کی ہے۔

دراصل پروین کی شاعری کی اصل جلوہ گاہ اس کے قطعات ہی ہیں۔ جن میں اس کی طبیعت کا ہنر پورے کمال کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔ اس کے قطعات کے اندر بیان کی لطافت، معانی کی دقت، اور مضمون آفرینی کا ذوق ایک مناسب ترتیب و ترکیب کے ساتھ یکجا اور نمایاں ہو گئے ہیں۔ قطعات کے اندر پروین نے اپنی شخصیت اور لیاقت کو پورے طور پر نمایاں کیا ہے۔ ہر قطعہ میں تخیل اور حقیقت کو لطیف احساسات کے ساتھ فنکارانہ طور پر جمع کر دیا ہے۔

اپنے قطعات میں پروین ماں کی ممتا اور اپنی روح کی ... غریب ماؤں، اور مجبور لوگوں کی زبان سے بیان کراتی ہے۔ کہیں وہ ایک غمگسار ماں کے روپ میں نظر آتی ہے اور کہیں مولانائے روم، شیخ عطار اور ملا جامی کے قدم بقدم چلنے کی کوشش کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ ؎

مرغک اندر بیضہ چوں گردد پدید
گوید اینجا بس فراخ است و سپید
عاقبت کاں حصن از ہمت شکست
عالمی بیند ہمہ بالا و پست
گہ پرد آزاد در کہسارہا
گہ چمد سرمست در گلزارہا

(جب انڈے کے اندر چڑیا وجود میں آتی ہے تو وہ کہتی ہے کہ یہ جگہ بہت کشادہ اور دلکش ہے)

(آخر میں جب انڈے کا سخت قلعہ ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے تو اس کو ایک پوری بلند اور پست دنیا نظر آتی ہے۔)

(جہاں وہ کبھی آزادانہ پہاڑوں میں اڑان بھرتی ہے اور کبھی مستی کے عالم میں باغوں میں ٹہلتی ہے۔)

پروین کا ہنر خاص طور پر اس وقت ظاہر ہوتا ہے، جب وہ آنکھ اور پلک، دام اور دانہ، سانپ اور چیونٹی، سوئی اور قمیص، ہانڈی اور توا، مٹی اور ہوا، پرندہ اور مچھلی، شکاری اور پرندہ، شبنم، ابر اور بارش، ٹاٹ اور ہیرا، پہاڑ اور گھاس وغیرہ وغیرہ کی زبان سے گفتگو کرتی ہے اور پڑھنے والے کو "الف لیلہ" اور "کلیلہ و دمنہ" کی دنیا میں پہنچا کر چھوڑتی ہے،